* ڈاکٹر شائستہ حمید خان
** واصف لطیف

قصہ ہیر رانجھا کا اُردو شاعر: عبدالحمید عدمؔ

Abstract:

The land of the Punjab is mostly rich and cultivated with reference to culture, civilization, history, knowledge and literature and as a proof the presence and availability of Punjabi Folk Songs and Romantic tales. The romantic tale of Heer Ranjha is the most prominent and popular story of the period of Lodhies. Due to the popularity of the qissa Heer Ranjha, many poets of Persian, Saraiki, Sindhi, Urdu and the punjabi languages wrote or translate this love story. A large number of punjabi poets struggled hard to write this qissa but Waris Shah was the mentionable person whom creation is a Masterpiece after a period of 254 years. In urdu language Abdul Hameed Adam narreted this tale and arranged the story and plot of the qissa according to Waris Shah. In this article an introduction and critical analysis of Dastan-e-Heer of Adam is presented.

Keywords: *Punjab, Culutre, Heer Ranjha, Folk tale, Waris Shah, Abdul Hamid Adam*

دھرتیٔ پنجاب تہذیبی و ثقافتی اعتبار سے امیر بھی ہے اور قدیم بھی۔ کم و بیش پانچ ہزار قبل مسیح کی ہڑپائی تہذیب اس کا مرکز و محور تھی۔ اس ترقی یافتہ تہذیب کو مجموعی طور پر وادیٔ سندھ کی تہذیب بھی کہا جاتا رہا ہے۔ ہزاروں میل پر پھیلی یہ تہذیب علمی و ادبی حوالے سے بھی مالا مال تھی جس کا ثبوت لوک ادب، لوک داستانوں اور لوک کہانیوں کی موجودگی اور مقبولیت ہے جو سینہ بہ سینہ چلے آرہے ہیں اور آج بھی سائنس و ٹیکنالوجی کے ترقی یافتہ دور میں موجود و مقبول ہیں۔ البتہ پنجابی زبان کا تحریری اور دستیاب ادب زیادہ قدیم نہیں۔ بابا فرید پنجابی زبان کے پہلے معلوم شاعر ہیں جن کا عہد 1188ء تا 1280ء تسلیم

کیا جاتا ہے۔

پنجابی لوک ادب کے علاوہ لوک کہانیاں اور لوک داستانیں بھی وافر مقدار میں موجود ہیں۔ دیس پنجاب سے تعلق رکھنے والی داستانوں میں ہیر رانجھا سب سے زیادہ مقبول ومعروف ہے۔ علاوہ ازیں سوہنی مہینوال، مرزا صاحباں، سسّی پنوں، شیریں فرہاد، لیلیٰ مجنوں، پورن بھگت اور سیف الملوک وغیرہ وہ علاقائی اور غیر علاقائی داستانیں ہیں جن میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں شعرا نے طبع آزمائی کی اور اپنے اپنے انداز و اسلوب میں داستانیں رقم کیں۔ قصہ ہیر رانجھا پنجاب کی مقبول ترین رومانوی داستان ہے جس کی تاریخی حیثیت مسلّم ہے اور اس کا زمانہ عہد اکبری سے قبل کا لودھی دور ہے۔ اس داستان کا سب پہلا پنجابی شاعر عہد اکبری کا دمودر داس دمودر ہے جو ''آکھ دمودر اکھیں ڈِٹھا'' کے تکیۂ کلام سے اس قصے کا چشم دید گواہ معلوم ہوتا ہے۔ دمودر کے بعد احمد گجر، چراغ اعوان، حافظ شاہجہان مقبل اور پھر وارث شاہ نے اپنے اندازِ بیان سے اس قصہ کو نہ صرف نیا پن عطا کیا بلکہ خاص اسلوب نگارش سے اس قصہ کو لافانی اور لازوال بھی بنا دیا۔

وارث شاہ نے کمال فنکاری سے حزنیہ اختتام کے تحت قصہ ہیر رانجھا کو جو آفاقیت عطا کی وہ کوئی دوسرا شاعر نہ کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ 254 سال گزرنے کے باوجود درجنوں شعرا کے قصوں میں وارث شاہ کی حیثیت مسلّم ہے۔ بقول میاں محمد بخش:

وارث شاہ سخن دا وارث نندے کون اوہناں نُوں
حرف اوہدے تے اُنگل دھرنی ناہیں قدر اساں نُوں (1)

قصہ ہیر رانجھا کی مقبولیت کے پیش نظر پنجابی کے علاوہ فارسی، سرائیکی اور اُردو شعرا نے بھی اس قصے کو قلمبند کیا۔ دمودر داس دمودر سے پہلے ہری داس ہریا (پنجابی)، گنگ بھٹ (ہندی) اور باقی قولابی یہ قصہ فارسی زبان میں تحریر کر چکے تھے۔ دمودر کے بعد سعید سعدی نے ''قصہ فسانۂ دلپذیر'' اور میر محمد لائق جونپوری نے ''مثنوی ہیر رانجھا'' کے نام سے فارسی نظم میں لکھا۔ عہد عالمگیری میں احمد گجر (پنجابی)، بیتا چنابی (فارسی) اور بھائی گورداس گنی (پراکرت) نے اپنے اپنے انداز میں یہ قصہ تحریر کیا۔ بعد ازاں گورداس کھتری نے فارسی، میاں چراغ اعوان نے پنجابی، احمد یار خان یکتا نے فارسی، فقیر اللہ آفرین نے فارسی اور منشا رام خوشابی نے بھی فارسی اور پھر دو برس بعد میر قمرالدین منت دہلوی (فارسی) حافظ شاہجہان مقبل (پنجابی)، سندر داس اور آخر میں وارث شاہ نے پنجابی زبان میں قلمبند کر کے اس قصہ کو ادب کے اُفق پر پہنچا دیا۔ (2) اُردو زبان میں ہیر رانجھا کا طبع زاد قصہ لکھنے والے شعرا اور شعری و نثری مترجمین کی تعداد درجنوں میں ہے۔ عبدالحمید عدمؔ نے مثنوی کی ہیئت میں قصہ ہیر رانجھا کو اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

عبدالحمید عدمؔ (1910ء تا 1981ء) اُردو کے معروف شاعر تھے۔ اُنھوں نے شاعری کا آغاز 1930ء میں کیا اور تقریباً 40 برس تک بطور غزل گو رجحان ساز شاعر کے طور پر اُردو شاعری کے اُفق پر چھائے رہے۔ اُنھوں نے شاعری کی درجنوں کتب لکھیں اور طبع کروائیں۔ 1934ء تا 1985ء اُن کے 48 شعری مجموعے طبع ہوئے جن میں اکتیس صرف غزلیات پر مشتمل ہیں۔ (3) عبدالحمید عدمؔ نے 1959ء میں ''داستانِ ہیر'' (4) طبع کروائی۔ 102 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں قصہ ہیر رانجھا کو مثنوی کی صورت نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ عدمؔ کی ''داستانِ ہیر'' کا تانا بانا قصہ ہیر رانجھا کے مشہور و معروف پنجابی شاعر وارث شاہ کے مطابق ہے جبکہ قصہ لکھنے کی جانب توجہ اُن کے دو احباب نے مبذول کروائی تھی۔ پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> ''دَر اصل پنجابی کے عظیم کلاسیکی ادب کی اس یگانہ، غیر فانی اور آفاق گیر شہرت رکھنے والی 'داستانِ محبت'، کو اُردو میں منتقل کرنے کے خیال اور ضرورت سے پہلی مرتبہ متعارف مجھے میرے عزیز احباب شہزادہ لطیف طاہر اور باسط بخاری نے کرایا۔ یہ احساس جنم لیتے ہی اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ پہلی مرتبہ میں نے ہیر کے ایک نسخے کو پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ شروع سے اخیر تک پڑھ ڈالا۔'' (5)

عبدالحمید عدمؔ نے قصے کا پلاٹ وارث شاہ سے مستعار لیا ہے جس میں معمولی سی تبدیلی کر کے اپنے انداز سے قصے کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قصے کے آغاز سے قبل عدمؔ نے وارث شاہ کے حوالے سے کئی صفحات پر توضیحی اشعار کے ساتھ ساتھ وارث شاہ کی سوچ و فکر پر خاطر خواہ روشنی ڈالنے کی سعی کی ہے۔ وہ اشعار میں وارث شاہ کو سچا، کھرا، قادرالکلام اور آفاقی شاعر ثابت کرتے ہیں:

وارثاؔ تُو ہی ایک جوگی ہے !
جو کتھا ہیر کی بھی گاتا ہے
ورنہ! اِس پُر دروغ دُنیا میں
کون باتیں کھری سُناتا ہے
یار تُو نے جو ہیر لکھی ہے
آیت بے نظیر لکھی ہے
پردہ مصلحت کو سرکا کر
داستانِ ضمیر لکھی ہے (6)

پنجابی قصہ ادب میں مناجات کی روایت ملتی ہے۔ شاعر قصے کے آغاز میں مناجات کے ذریعے اللہ رب

العزت سے سوز و گداز کا طلب گار ہوتا ہے۔ میاں محمد بخش کی مناجات کا ایک شعر ملاحظہ کریں:

بال چراغ عشق دا میرا، روشن کر دے سیناں
دِل دے دِیوے دی رُشنائی جاوے وچ زمیناں (7)

عبدالحمید عدمؔ اسی روایت کے تحت مناجات کے عنوان سے اللہ رب العزت سے سوز و گداز کے طلب گار ہیں:

خود شناسی کی دھوپ چڑھتی ہے
تیر کھانے کے بعد سَم پی کر
ہیر کو چین بخشنے والے
اس گدا کا جگر بھی چھلنی کر (8)

عبدالحمید عدمؔ ''آغازِ داستان'' کے عنوان سے لکھے ایک شعر سے اپنے قصے کا آغاز کرتے ہیں:

اُن میں اور ہم میں فاصلہ ہی کیا
زندگی درمیان پڑتی ہے (9)

پنجابی میں قصہ ہیر رانجھا اور ہیر وارث شاہ کے برعکس عدمؔ نے قصے کا آغاز ذرا ہٹ کے کیا ہے۔ اُنھوں نے رانجھا کو شکستہ حال فقیر ظاہر کر کے ہیر سے ملاقات کروائی ہے جو تھکا ماندا اور اَن دیکھی منزل کا مسافر ہے۔ ہیر اُس کو روکتی ہے تو وہ رُکنے اور اپنی خدمات دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے:

تیرا ارشاد ہے تُو البیلی ہے
ہم قلندر ٹھہر ہی جائیں گے
اور کس کام کے ہیں ہم لائق
ڈھور ڈنگر ترے چرائیں گے (10)

ہیر گھر آتی ہے۔ باپ سے بات کرتی ہے۔ باپ مان جاتا ہے۔ راستے میں ستارہ شناس بھگت کو ہاتھ دکھاتی ہے جو خوش آئند مستقبل کی پیشین گوئی کرتا ہے۔ رانجھا ڈھور ڈنگر چرانے پر معمور ہو جاتا ہے۔ دونوں کی ملاقاتیں شروع ہو جاتی ہیں اور کیدو اُن کے تعاقب میں لگ جاتا ہے:

ہوا ثابت بلا کا ناگ کیدو
تباہی کی بھیانک آگ کیدو
خطا کرتے ہوئے بالکل نہ ڈولا
گیا بہنوئی کے پاس اور بولا (11)

وارث شاہ کے برعکس عدمؔ نے کیدو کو ہیر کا ماموں بتایا ہے۔ چودھری اس بات کا بالکل یقین

نہیں کرتا۔ کیدو چودھری کو موقعے پر لے آتا ہے اور سارا منظر دکھا دیتا ہے۔ چودھری ہیر کو کھیڑے کے ساتھ رخصت کر دیتا ہے۔ ہیر آنسو بھرا گیت گاتی ہوئی رخصت ہو جاتی ہے اور جاتے جاتے رانجھے کو ایک خط دے جاتی ہے۔ خط میں صرف دو حرف یعنی عشق کے صرف صرف و نحو لکھے تھے جس میں رانجھے کو تنبیہ تھی کہ ''چلّو بھر پانی میں ڈوب مر جا کر'' اور ساتھ ہی لکھا تھا کہ مَیں تجھے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی کہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ ہیر خط میں جہلم کے ایک ٹیلے کے پاس بالناتھ کے پاس جانے کا مشورہ دیتی ہے۔ وہ رانجھے کو ناپختہ کار سمجھ کر نصیحت کرتی ہوئی کہتی ہے:

پاس جہلم کے ایک ٹیلہ ہے
خیر و برکت کا جو وسیلہ ہے
جاگزیں بالناتھ ہے اُس میں
میرے مولا کا ہاتھ ہے اُس میں
ہے وہی اِک مقام مولائی
جس سے ملتی ہے دل کو بینائی
جلد بازی سے کام مت لینا
ٹھیکرا کوئی تھام مت لینا[12]

رانجھا بالناتھ کے ٹیلے پر پہنچتا ہے۔ اس سے گیان حاصل کر کے تخت ہزارے واپس آتا ہے۔ یہاں وارث شاہ سے برعکس عدمؔ نے ہیر کا سسرال رنگ پور کھیڑا نہیں بلکہ تخت ہزارہ (جو کہ رانجھے کا اصل وطن تھا) بتایا ہے۔ رانجھا تخت ہزارے پہنچتا ہے۔ اُس کا ہیر کی نند سہتی سے آمنا سامنا ہوتا ہے۔ سہتی رانجھے کو پہچان لیتی ہے۔ دونوں نند بھاوج ہمراز بن کر رانجھے سے ملاقات کے لیے جاتی ہیں تو وہاں پر سہتی کی بھی مراد سے ملاقات ہو جاتی ہے:

بھاوج اور نند ہو گئی یکجاں
ایک دُوجے کے درد کا درماں
کھیتیاں مَن کی لہلہانے لگیں
چھُپ کے رانجھے کے پاس جانے لگیں
سرخوش و شاد شاد جانے لگا
پیچھے پیچھے مراد جانے لگا
ہو کے جب پہلی مرتبہ آئیں
کھا کے فردوس کی ہوا آئیں

ہیر کو لڑکیوں نے گھیر لیا
شوخ ہمجولیوں نے گھیر لیا(13)

ہیر کی سہیلیوں کی چھیڑ چھاڑ کے بیان میں وارث شاہ نے پورے چوبیس بند تخلیق کیے ہیں جن میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے ہیں۔ ان بندوں کی وجہ سے جہاں ناقدین ادب وارث شاہ پر فحش گوئی کا الزام عائد کرتے ہیں وہیں ہیر وارث شاہ دنیا کے بڑے ادب میں بھی شمار ہونے لگتی ہے۔ عدمؔ نے یہی صورتحال وارث شاہ کے مقابلے پر بڑی زور دار، جامع مگر مختصراً بیان کی ہے۔ ہیر کی رانجھے سے ملاقات کی خبریں قصبے میں پھیل جاتی ہیں۔ لوگ سادھو کی کٹیا پر دھاوا بول دیتے ہیں۔ ہیر رانجھا اور سہتی مراد فرار ہو جاتے ہیں۔ سہتی مراد تو ہاتھ نہیں آتے مگر ہیر رانجھا کو لوگ پکڑ کر عدلی راجہ کے پاس لے جاتے ہیں۔ عدلی راجہ رانجھا کو شہر بدر اور ہیر کو باپ کے حوالے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ہیر کی آہ سے شہر کو آگ لگ جاتی ہے۔ قیامت کا منظر دیکھ کر ہیر کے باپ نے رانجھے سے معافی مانگی اور کہا کہ بارات لے کر آئے:

چودھری نے کہا یہ رانجھے سے
اَے قلندر مجھے معافی دے
میرا دل میری جان ہے تیری
میرا دھن میری آن ہے تیری
آ، مگر صورتِ پیامِ خدا
ساتھ اپنے برات لے کر آ(14)

عبدالحمید عدمؔ نے قصے کا اختتام وارث شاہ کے برعکس کیا ہے۔ باپ کی بات سُن کر ہیر تلملا اُٹھتی ہے اور دوٹوک جواب دیتی ہے:

ہیر کو آگ لگ گئی سُن کر
رہ گئی غیض سے وہ سَر دُھن کر
بولی کس رو میں بہہ رہا ہے تُو
بابلا یہ کیا کہہ رہا ہے تُو
مَیں تو کھیڑے کی لاج ہوں بابل
سلکِ رسم و رواج ہوں بابل(15)

ہیر باپ کے سامنے رانجھا کے ساتھ ہر قسم کے رشتے سے صاف صاف انکار کر دیتی ہے۔ وہ رانجھے کو ''پرایا'' کہہ کر اپنی محبت کی قربانی دے دیتی ہے اور وصل کی بجائے رُخصت ہو کر اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے امر کر لیتی ہے:

گھر کی تنویر ہو گئی رخصت
دفعتاً ہیر ہو گئی رخصت
آج تک لوٹ کر نہیں آئی
یوں گئی ہے نظر نہیں آئی((16

ہیر نے دارِ فنا میں پناہ لے کر خود کو مکاں سے لامکاں کر لیا۔ ہیر زندہ ہے۔ وہ جا بجا ہے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی مگر موجود ہے:

سنت سادھو مگر سناتے ہیں
شام کو سنکھ جب بجاتے ہیں
ہیر بیلوں میں سیر کرتے ہے
ہیر دریاؤں سے اُبھرتی ہے
ہیر تاروں میں گنگناتی ہے
ہیر کھیتوں میں لہلہاتی ہے
مست پھرتی ہے اور گاتی ہے
آسمانی بھجن سُناتی ہے
صبح جب کوئی دیکھ پاتا ہے
اُس کا سایہ بھی بھاگ جاتا ہے((17

عبدالحمید عدمؔ سے قبل بھی اُردو میں قصہ ہیر رانجھا لکھا گیا مگر جو شہرت پنجابی قصہ کی ہے وہ اُردو قصہ کو حاصل نہ ہو سکی۔ عدمؔ کا قصہ بھی شاید اتنا معروف نہیں مگر اندازِ بیان اور اسلوب کے اعتبار سے انتہائی اختصار کے باوجود بھی شاہکار کا درجہ رکھتا ہے۔ عدمؔ کے قصہ کی فنی پختگی تو ویسے ہی مسلّم ہے کہ وہ اُردو کے منجھے ہوئے شاعر ہیں۔ دوسری وجہ شاید یہ کہ اُنھوں نے قصہ لکھنے سے قبل جو قصہ مطالعہ کیا وہ قصہ ہیر کے ملک الشعرا وارث شاہ کا قصہ تھا۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ وارث شاہ کی کہانی کا جو پلاٹ بنا ہے وہی قصہ ہیر کا اصل روپ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ قصہ پڑھتے جا بجا عدمؔ کی ہیر پر وارث شاہ کی چھاپ نظر آتی ہے۔ مختصر یہ کہ عدمؔ کی ''داستانِ ہیر'' سے جہاں پنجابی قصہ ہیر رانجھا کو فروغ ملا وہیں پنجاب کی علاقائی داستان ایک دوسری بڑی زبان میں خوش اسلوبی کے ساتھ منتقل ہو گئی۔ عدمؔ کا قصہ ہیر رانجھا کی بدولت پنجابی زبان وادب اور پنجاب پر یہ احسان رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ عدمؔ نے قصے کے آغاز میں جو خراج تحسین وارث شاہ کو پیش کیا وہ بلاشبہ اپنے قصہ پر بھی صادق آتا ہے:

وارثا تُو ہی ایک جوگی ہے !
جو کتھا ہیر کی بھی گاتا ہے
ورنہ اس پر دروغ دنیا میں
کون باتیں کھری سناتا ہے ((17

References:

* Assistant Professor, Department of Urdu, G.U University, Lahore
** Lecturar, Department of Punjabi, G.U University, Lahore

1. Muhammad Bakhash, Mian- Saif-ul-Mlook, Tarteeb: Iqbal Salah-ud-Din, (Lahore: Aziz Publishers, 1996)449.
2. Yasir Zeeshan Mughal- Heer ka Zamani Irtiqa (Heer da Painda) Mashmoola Maheena Waar "Kangan" Syed Waris Shah Number, (Gujrat: Jild Number 22, Shumara Number 4, 5, 6, April, May, June 2011)637-38.
3. Abdul Hameed Adam◌ - Kuliyat-e-Adam◌ , Tarteeb-o-Tadween: Khwaja Muhammad Zakria (Lahore: Al-Hamd Publications, 2009) 65to 68.
4. Abdul Hameed Adam- Dastan-e- Heer (Lahore: Khawar Publshing Cooperative Society, 1959)
5. As Above, 7.
6. As Above, 11-12.
7. Muhammad Bakhash, Mian- Saif-ul-Mlook, Tarteeb: Iqbal Salah-ud-Din,7.
8. Abdul Hameed Adam- Dastan-e- Heer, 3.
9. As Above, 25
10. As Above, 27
11. As Above, 39
12. As Above, 59
13. As Above, 83-84
14. As Above, 98
15. As Above, 99
16. As Above, 101
17. As Above, 101-102
18. As Above,11